

سے فرمایا کہ مجھے تم لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھ کو میرا اللہ کافی ہے اور وہی میرا بہترین کارساز ہے وہی جب چاہے گا اور جس طرح اس کی مرضی ہوگی میری مدد فرمائے گا۔

(صاوی، ج ۴، ص ۱۳۰۷، پ ۱۷، الانبیاء: ۶۸)

کون سی دعا پڑھ کر آپ آگ میں گئے: ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جب کافروں نے آپ کو آگ میں ڈالا تو آپ نے اُس وقت یہ دعا پڑھی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ اور جب آپ آگ کے شعلوں میں داخل ہو گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اے خلیل اللہ! کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم سے کوئی حاجت نہیں ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ پھر خدا ہی سے اپنی حاجت عرض کیجئے تو آپ نے جواب دیا کہ وہ میرے حال کو خوب جانتا ہے۔ لہذا مجھے اُس سے سوال کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف سولہ یا بیس برس کی تھی۔

آپ کتنی دیر تک آگ میں رہے؟: اس بارے میں کہ آپ کتنی مدت تک آگ کے اندر رہے، تین اقوال ہیں۔

{۱} بعض مفسرین کا قول ہے کہ سات دنوں تک آپ آگ کے شعلوں میں رہے۔

{۲} اور بعض نے یہ تحریر کیا ہے کہ چالیس دن رہے۔

{۳} اور بعض کہتے ہیں کہ پچاس دن تک آپ آگ میں رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(صاوی، ج ۴، ص ۱۳۰۷، پ ۱۷، الانبیاء: ۶۸)

درس ہدایت: اس واقعہ سے ان لوگوں کو تسلی ملتی ہے جو باطل کی طاغوتی طاقتوں کے بالمقابل استقامت کا پہاڑ بن کر ڈٹ جاتے ہیں۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

﴿۴۵﴾ حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کے خاندان سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ حسن صورت بھی اور مال و اولاد کی کثرت بھی، بے شمار مولیشی اور کھیت و باغ وغیرہ کے آپ مالک تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش و امتحان میں ڈالا تو آپ کا مکان گر پڑا اور آپ کے تمام فرزند ان اس کے نیچے دب کر مر گئے اور تمام جانور جس میں سینکڑوں اونٹ اور ہزار ہا بکریاں تھیں، سب مر گئے۔ تمام کھیتیاں اور باغات بھی برباد ہو گئے۔ غرض آپ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ آپ کو جب ان چیزوں کے ہلاک و برباد ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ حمد الہی کرتے اور شکر بجالاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا کیا تھا اور کیا ہے جس کا تھا اس نے لے لیا۔ جب تک اس نے مجھے دے رکھا تھا میرے پاس تھا، جب اس نے چاہا لے لیا۔ میں ہر حال میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔ اس کے بعد آپ بیمار ہو گئے اور آپ کے جسم مبارک پر بڑے بڑے آبلے پڑ گئے۔ اس حال میں سب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا، بس فقط آپ کی بیوی جن کا نام ”رحمت بنت افرائیم“ تھا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی تھیں، آپ کی خدمت کرتی تھیں۔ سا لہا سال تک آپ کا یہی حال رہا، آپ آبلوں اور پھوڑوں کے زخموں سے بڑی تکلیفوں میں رہے۔

فائدہ:- عام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ معاذ اللہ آپ کو کوڑھ کی بیماری ہو گئی تھی۔ چنانچہ بعض غیر معتبر کتابوں میں آپ کے کوڑھ کے بارے میں بہت سی غیر معتبر داستانیں بھی تحریر ہیں، مگر یاد رکھو کہ یہ سب باتیں سرتاپا بالکل غلط ہیں اور ہرگز ہرگز آپ یا کوئی نبی بھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا تمام ان بیماریوں سے محفوظ رہنا ضروری ہے جو عوام کے نزدیک باعث نفرت و حقارت ہیں۔ کیونکہ

انبیاء علیہم السلام کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ تبلیغ و ہدایت کرتے رہیں تو ظاہر ہے کہ جب عوام ان کی بیماریوں سے نفرت کر کے ان سے دور بھاگیں گے تو بھلا تبلیغ کا فریضہ کیونکر ادا ہو سکے گا؟

الغرض حضرت ایوب علیہ السلام ہر گز کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ آپ کے بدن پر کچھ آبلے اور پھوڑے پھنسیاں نکل آئی تھیں جن سے آپ برسوں تکلیف اور مشقت جھیلتے رہے اور برابر صابروشا کر رہے۔ پھر آپ نے بحکم الہی اپنے رب سے یوں دعا مانگی:

اٰنِیْ مَسْنِی الضُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِ ﴿۸۲﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۸۳)

ترجمہ کنز الایمان: مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے۔

جب آپ خدا کی آزمائش میں پورے اترے اور امتحان میں کامیاب ہو گئے تو آپ کی دعا مقبول ہوئی اور ارحم الراحمین نے حکم فرمایا کہ اے ایوب علیہ السلام! اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ آپ نے زمین پر پاؤں مارا تو فوراً ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ حکم الہی ہوا کہ اس پانی سے غسل کرو، چنانچہ آپ نے غسل کیا تو آپ کے بدن کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں۔ پھر آپ چالیس قدم دور چلے تو دوبارہ زمین پر قدم مارنے کا حکم ہوا اور آپ کے قدم مارتے ہی پھر ایک دوسرا چشمہ نمودار ہو گیا جس کا پانی بے حد ٹھنڈا، بہت شیریں اور نہایت لذیذ تھا۔ آپ نے وہ پانی پیا تو آپ کے باطن میں نور ہی نور پیدا ہو گیا۔ اور آپ کو اعلیٰ درجے کی صحت و نورانیت حاصل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اولاد کو دوبارہ زندہ فرمادیا اور آپ کی بیوی کو دوبارہ جوانی بخشی اور ان کے کثیر اولاد ہوئی، پھر آپ کا تمام ہلاک شدہ مال و مویشی اور اسباب و سامان بھی آپ کو مل گیا بلکہ پہلے جس قدر مال و دولت کا خزانہ تھا اس سے کہیں زیادہ مل گیا۔

اس بیماری کی حالت میں ایک دن آپ نے اپنی بیوی صاحبہ کو پکارا تو وہ بہت دیر کر کے حاضر ہوئیں اس پر غصہ میں آ کر آپ نے ان کو سوڈرے مارنے کی قسم کھالی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایوب علیہ السلام آپ ایک سینکوں کی جھاڑو سے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو مار دیجئے

اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

أَرْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ وَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ
وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَاحَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ
ضُغْثًا فَاصْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُتْ ۚ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۚ إِنَّهُ
أَوَّابٌ ۝ (پ ۲۳، ص ۴۲: ۴۴)

ترجمہ کنزالایمان:- ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرمادیے اپنی رحمت کرنے اور عقلمندوں کی نصیحت کو اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ بیشک ہم نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

الغرض حضرت ایوب علیہ السلام اس امتحان میں پورے پورے کامیاب ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی نوازشوں اور عنایتوں سے ہر طرح سرفراز فرمادیا اور قرآن مجید میں ان کی مدح خوانی فرما کر ”اَوَّابٌ“ کے لاجواب خطاب سے ان کے سر مبارک پر سربلندی کا تاج رکھ دیا۔

دوسری ہدایت:- حضرت ایوب علیہ السلام کے اس واقعہ امتحان میں یہ ہدایت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا بھی خدا کی طرف سے امتحان ہوا کرتا ہے اور جب وہ امتحان میں کامیاب اور آزمائش میں پورے اترتے ہیں تو خداوند قدوس ان کے مراتب و درجات میں اتنی اعلیٰ سربلندی عطا فرمادیتا ہے کہ کوئی انسان اس کو سوچ بھی نہیں سکتا اور اس واقعہ سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ امتحان کی آزمائش کے وقت صبر کرنا اور خداوند عالم عز و جل کی رضا پر راضی رہنا۔ اس کا پھل کتنا اچھا، کتنا میٹھا اور کس قدر لذیذ ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۴۶﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ایک جیونٹی

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ یہ اپنے مقدس باپ کے جانشین ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نبوت اور سلطنت دونوں سعادتوں سے سرفراز فرما کر تمام روئے زمین کا بادشاہ بنادیا اور چالیس برس تک آپ تخت سلطنت پر جلوہ گر رہے۔ جن و انسان و شیاطین اور چرندوں، پرندوں، درندوں سب پر آپ کی حکومت تھی سب کی زبانوں کا آپ کو علم عطا کیا گیا اور طرح طرح کی عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانے میں بروئے کار آئیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنَظِقَ الطَّيْرِ وَ اَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۚ اِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ (النمل: ۱۶)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بیشک یہی ظاہر فضل ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيحُ غَدُوٌّ وَ هَاشِمُهُ وَ رَاٰ حَاشِمُهُ ۚ وَ اَسْلَمٰلَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ ۚ وَ مِنَ الْجِنِّ مَن يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَ مَن يَّزْعُرْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِ نَازِلٍ ۚ فَهُوَ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۷﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهُ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبٍ وَ تَبَاشِيْلٍ وَ جَفَافٍ ۚ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ ۚ رَاسِيْلٍ ۚ (پ: ۲۲، سبا: ۱۲، ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور سلیمان کے بس میں ہوا کردی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور ہم نے اس کے لئے پچھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور جو ان میں ہمارے

حکم سے پھرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام جن و انس وغیرہ اپنے تمام لشکروں کو لے کر طائف یا شام میں ”وادی نمل“ سے گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں تو چیونٹیوں کی ملکہ جو مادہ اور لنگڑی تھی اس نے تمام چیونٹیوں سے کہا کہ اے چیونٹیو! تم سب اپنے گھروں میں چلی جاؤ ورنہ حضرت سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں بے خبری میں کچل ڈالے گا۔ چیونٹی کی اس تقریر کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کی دوری سے سن لیا اور مسکرا کر ہنس دیئے۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

حَتَّىٰ إِذَا تَوَاعَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٌ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا (پ ۱۹، النمل: ۱۸، ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔

دوسری ہدایت:- اس قرآنی واقعہ سے چند اسباق ہدایات معلوم ہوئے۔

{۱} چیونٹی کی آواز کو تین میل کی دوری سے سن لینا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بصارت و سماعت کو عام انسانوں کی بصارت و سماعت پر قیاس نہیں کر سکتے بلکہ حق یہ ہے کہ انبیاء کرام کا سننا اور دیکھنا اور دوسری طاقتیں عام انسانوں کی طاقتوں سے بڑھ چڑھ کر ہوا کرتی ہیں۔

{۲} چیونٹی کی تقریر سے معلوم ہوا کہ چیونٹیوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی کے صحابی جان بوجھ

کر کسی پر ظلم نہیں کر سکتے کیونکہ چیونٹی نے ”وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ“ (۱۸) کہا یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوج اگر چیونٹیوں کو کچل ڈالیں گے تو بے خبری کے عالم میں لاشعوری طور پر ایسا کریں گے۔ ورنہ جان بوجھ کر ایک نبی کے صحابی ہوتے ہوئے وہ کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کریں گے۔ افسوس کہ چیونٹیاں تو یہ عقیدہ رکھتی ہیں کہ نبی کے صحابی جان بوجھ کر کسی پر ظلم نہیں کر سکتے۔ مگر رافضیوں کا گروہ ان چیونٹیوں سے بھی گیا گزرا ثابت ہوا کہ ان ظالموں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ پر تہمت لگائی کہ ان بزرگوں نے جان بوجھ کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اہل بیت پر ظلم کیا۔ (معاذ اللہ)

{۳} یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ہنسنا، تبسم اور مسکراہٹ ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ یہ حضرات کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنستے۔

(خزائن العرفان، ص ۱۶۸۰، پ ۱۹، النمل: ۱۹)

لطیفہ:- منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو نہایت ہی بلند پایہ عالم اور جامع العلوم علامہ تھے۔ بالخصوص علم حدیث اور تفسیر میں تو اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ کوفہ تشریف لائے تو ان کی زیارت کے لئے ایک عظیم الشان مجمع جمع ہو گیا۔ آپ نے تقریر فرماتے ہوئے حاضرین سے کئی باریہ فرمایا کہ ”سَلُّوْا عَمَّا شِئْتُمْ“ یعنی مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ حاضرین پر آپ کی علمی جلالت کا ایسا سکہ بیٹھا ہوا تھا کہ سب لوگ دم بخود و ساکت و خاموش بیٹھے رہے مگر جب آپ نے بار بار لکاراتو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو ابھی بہت کم عمر تھے خود تو کمال ادب سے کچھ نہ بولے مگر آپ نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ حضرت قتادہ علیہ الرحمۃ سے یہ پوچھئے کہ وادی نمل میں جس چیونٹی کی تقریر سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام مسکرا کر ہنس پڑے تھے۔ وہ چیونٹی رتھی یا مادہ! چنانچہ جب لوگوں نے یہ سوال کیا تو

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے ٹپٹائے کہ بالکل لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے پھر لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ”وہ چیونٹی مادہ تھی“ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا ثبوت؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس چیونٹی کیلئے **قَالَتْ نَمْلَةٌ** مونث کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے۔ اگر یہ چیونٹی نہ ہوتی تو ”قَالَ نَمْلٌ“ مذکر کا صیغہ ذکر کیا گیا ہوتا۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دلیل کو تسلیم کر لیا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دانائی اور قرآن فہمی پر حیران رہ گئے اور اپنے بڑے بول پر نادم ہوئے۔

﴿۴۷﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہدھد

یوں تو سبھی پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مسخر اور تابع فرمان تھے لیکن آپ کا ہدھد آپ کی فرماں برداری اور خدمت گزاری میں بہت مشہور ہے۔ اسی ہدھد نے آپ کو ملک سبا کی ملکہ ”بلقیس“ کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ ایک بہت بڑے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کرتی ہے اور بادشاہوں کے شایانِ شان جو بھی سر و سامان ہوتا ہے وہ سب کچھ اس کے پاس ہے مگر وہ اور اس کی قوم ستاروں کے پجاری ہیں۔ اس خبر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے نام جو خط ارسال فرمایا، اس کو یہی ہدھد لے کر گیا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

”تم میرا یہ خط لے کر جاؤ۔ اور ان کے پاس یہ خط ڈال کر پھر ان سے الگ ہو کر تم دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔“ (پ ۱۹، النمل، ۲۸)

چنانچہ ہدھد خط لے کر گیا اور بلقیس کی گود میں اس خط کو اوپر سے گرا دیا۔ اس وقت اس نے اپنے گرد امراء اور ارکانِ سلطنت کا مجمع اکٹھا کیا پھر خط کو پڑھ کر لرزہ بر اندام ہو گئی اور اپنے اراکین سے یہ کہا کہ

ترجمہ کنزالایمان: ”اے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو۔ (پ ۱۹، النمل، ۲۹ تا ۳۱)

خط سنا کر بلقیس نے اپنی سلطنت کے امیروں اور وزیروں سے مشورہ کیا تو ان لوگوں نے اپنی طاقت اور جنگی مہارت کا اعلان و اظہار کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس وقت عقلمند بلقیس نے اپنے امیروں اور وزیروں کو سمجھایا کہ جنگ مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے شہر ویران اور شہر کے عزت دار باشندے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ اس لئے میں یہ مناسب خیال کرتی ہوں کہ کچھ ہدایا و تحائف ان کے پاس بھیج دوں اس سے امتحان ہو جائے گا کہ حضرت سلیمان صرف بادشاہ ہیں یا اللہ عز و جل کے نبی بھی ہیں۔ اگر وہ نبی ہوں گے تو ہرگز میرا ہدیہ قبول نہیں کریں گے بلکہ ہم لوگوں کو اپنے دین کے اتباع کا حکم دیں گے اور اگر وہ صرف بادشاہ ہوں گے تو میرا ہدیہ قبول کر کے نرم ہو جائیں گے۔ چنانچہ بلقیس نے پانچ سو غلام پانچ سولونڈیاں بہترین لباس اور زیوروں سے آراستہ کر کے بھیجے اور ان لوگوں کے ساتھ پانچ سو سونے کی اینٹیں، اور بہت سے جواہرات اور مشک و عنبر اور ایک جڑاؤ تاج مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ بھیجا۔ ہد ہد سب دیکھ کر روانہ ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں آ کر سب خبریں پہنچا دیں۔ چنانچہ بلقیس کا قاصد جب چند دنوں کے بعد تمام سامانوں کو لے کر دربار میں حاضر ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے غضب ناک ہو کر قاصد سے فرمایا:

قَالَ أَتَبْدُونَ بِي أَلَيْسَ اللَّهُ خَيْرَ مِمَّا أَنتُمْ بَلَّ أَنْتُمْ
بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَهُمْ بِجُودٍ لَا قَبْلَ لَهُمْ
بِهَا وَلَنُخْرِجَهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَعْرُونَ ﴿٣٧﴾ (پ ۱۹، النمل: ۳۶، ۳۷)

ترجمہ کنز الایمان: فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو مجھے اللہ نے دیا وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تمہیں اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو پلٹ جا ان کی طرف تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں گے۔

چنانچہ اس کے بعد جب قاصد نے واپس آ کر بلقیس کو سارا ماجرا سنایا تو بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار اور یہاں کے عجائبات دیکھ کر اس کو یقین آ گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام خدا عز و جل کے نبی برحق ہیں اور ان کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اپنے دین کی دعوت دی تو اُس نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کر لیا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے نکاح کر کے اس کو اپنے محل میں رکھ لیا۔

اس سلسلے میں ہد ہد نے جو کارنامے انجام دیئے وہ بلاشبہ عجائبات عالم میں سے ہیں۔ جو یقیناً حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات میں سے ہیں۔

﴿۴۸﴾ تختِ بلقیس کس طرح آیا

ملکہ سبا ”بلقیس“ کا تختِ شاہی اُسی گزلبا اور چالیس گز چوڑا تھا، یہ سونے چاندی اور طرح طرح کے جواہرات اور موتیوں سے آراستہ تھا، جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے قاصد اور اُس کے ہدایا و تحائف کو ٹھکرا دیا اور اُس کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ وہ مسلمان ہو کر میرے دربار میں حاضر ہو جائے تو آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ بلقیس کے یہاں آنے سے پہلے ہی اُس کا تخت میرے دربار میں آ جائے چنانچہ آپ نے اپنے دربار میں درباریوں سے یہ فرمایا:

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَكُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۴۸﴾

قَالَ عَفَرِيْتُ مِنَ الْجِنَّ أَنَا ائْتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ ۖ وَ
 إِنِّي عَلَيْكَ لَقَوِيٌّ أَمْيِّنٌ ﴿٣٩﴾ (پ ۱۹، النمل: ۳۸، ۳۹)

ترجمہ کنزالایمان: سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔

جن کا بیان سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سے بھی جلد وہ تخت میرے دربار میں آجائے۔ یہ سن کر آپ کے وزیر حضرت ”آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسم اعظم جانتے تھے اور ایک باکرامت ولی تھے۔ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا ائْتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ
 طَرْفُكَ ۚ (پ ۱۹، النمل: ۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

چنانچہ حضرت آصف بن برخیا نے روحانی قوت سے بلقیس کے تخت کو ملک سبا سے بیت المقدس تک حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں کھینچ لیا اور وہ تخت زمین کے نیچے نیچے چل کر لمحہ بھر میں ایک دم حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے قریب نمودار ہو گیا۔ تخت کو دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کہا:

هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۖ لِيَبْلُوَنِي ۖ أَشْكُرَ أَمْ أَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّا
 نَشْكُرُهُ لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿۴۰﴾ (پ ۱۹، النمل: ۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔

درسِ ہدایت:- اس قرآنی واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو بڑی بڑی روحانی طاقت و قوت عطا فرماتا ہے۔ دیکھ لیجئے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پلک جھپکنے ہر کی مدت میں تخت بلقیس کو ملک سبا سے دربار سلیمان میں حاضر کر دیا۔ اور خود اپنی جگہ سے ہلے بھی نہیں۔ اسی طرح بہت سے اولیاء کرام نے سینکڑوں میل کی دوری سے آدمیوں اور جانوروں کو لحد بھر میں بلا لیا ہے۔ یہ سب اولیاء کی اُس روحانی طاقت کا کرشمہ ہے جو خداوند قدوس اپنے ولیوں کو عطا فرماتا ہے اس لئے کبھی ہرگز اولیاء کرام کو اپنے جیسا نہ خیال کرنا اور نہ ان کے اعضاء کی طاقتوں کو عام انسانوں کی طاقتوں پر قیاس کرنا۔ کہاں عوام اور کہاں اولیاء۔ اولیاء کرام کو اپنے جیسا سمجھ لینا یہ گمراہی کا سرچشمہ ہے۔ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں اسی مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
تمام دنیا اس وجہ سے گمراہ ہو گئی کہ خدا کے اولیاء سے بہت کم لوگ آگاہ ہوئے
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند ہمسری با انبیاء برداشتند
لوگوں نے اولیاء کو اپنے جیسا سمجھ لیا اور انبیاء کے ساتھ برابری کر بیٹھے
ایس ندانستند ایشاں از عمی هست فرقی درمیاں بے انتہا
ان لوگوں نے اپنے اندھے پن سے یہ نہیں جانا کہ عوام اور اولیاء کے درمیان بے انتہا فرق ہے

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ اولیاء کرام کو عام انسانوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ یہ عقیدہ رکھ کر اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم کرنی چاہئے کہ ان لوگوں پر خداوند کریم کا خاص فضل

عظیم ہے اور یہ لوگ بے پناہ روحانی طاقتوں کے بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہیں۔ یہ لوگ اللہ عزوجل کے حکم سے بڑی بڑی بلائیں اور مصیبتیں ٹال سکتے ہیں اور ان کی قبروں کا بھی ادب رکھنا لازم ہے کہ اولیاء کی قبروں پر فیوض و برکات خداوندی کی بارش ہوتی رہتی ہے اور جو عقیدت و محبت سے ان کی قبروں کی زیارت کرتا ہے وہ ضرور ان بزرگوں کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوا کرتا ہے۔ اس زمانے میں فرقہ و ہابیہ اولیاء کرام کی بے ادبی کرتا رہتا ہے۔ میں اپنے سنی بھائیوں کو یہ نصیحت و وصیت کرتا ہوں کہ ان گمراہوں سے ہمیشہ دور رہیں۔ اور ان لوگوں کے ظاہری سادہ لباسوں اور وضو نمازوں سے فریب نہ کھائیں کہ ان لوگوں کے دل بہت گندے ہیں اور یہ لوگ نور ایمان کی تجلیوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ (معاذ اللہ منہم)

﴿ ۴۹ ﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بے مثل وفات

ملک شام میں جس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خیمہ گاڑا گیا تھا۔ ٹھیک اُسی جگہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیاد رکھی۔ مگر عمارت پوری ہونے سے قبل ہی حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا وقت آن پہنچا۔ اور آپ نے اپنے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس عمارت کی تکمیل کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی ایک جماعت کو اس کام پر لگایا اور عمارت کی تعمیر ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا اور عمارت مکمل نہ ہو سکی تو آپ نے یہ دعا مانگی کہ الہی میری موت جنوں کی جماعت پر ظاہر نہ ہونے پائے تاکہ وہ برابر عمارت کی تکمیل میں مصروف عمل رہیں اور ان سمجھوں کو جو علم غیب کا دعویٰ ہے وہ بھی باطل ٹھہر جائے۔ یہ دعا مانگ کر آپ محراب میں داخل ہو گئے اور اپنی عادت کے مطابق اپنی لاٹھی ٹیک کر عبادت میں کھڑے ہو گئے۔ اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہو گئی مگر جن مزدور یہ سمجھ کر کہ آپ زندہ کھڑے ہوئے ہیں برابر کام میں مصروف رہے اور عرصہ دراز تک آپ کا اسی حالت میں رہنا جنوں کے گروہ کے لئے کچھ باعث حیرت اس

لئے نہیں ہوا کہ وہ بارہا دیکھ چکے تھے کہ آپ ایک ایک ماہ بلکہ کبھی کبھی دو دو ماہ برابر عبادت میں کھڑے رہا کرتے ہیں۔ غرض ایک سال تک وفات کے بعد آپ اپنی لاٹھی کے سہارے کھڑے رہے یہاں تک کہ بحکم الہی دیمکوں نے آپ کے عصا کو کھالیا اور عصا کے گر جانے سے آپ کا جسم مبارک زمین پر آ گیا۔ اس وقت جنوں کی جماعت اور تمام انسانوں کو پتا چلا کہ آپ کی وفات ہو گئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ
مِنْ سَاتِهِ فَلَمَّا خِرَّ تَبَيَّنَتْ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا
لَهُمْ فِي الْعَذَابِ الْهُينِ ﴿١٣﴾ (ب ۲۲، سبا: ۱۴)

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

درسِ ہدایت: {۱} اس قرآنی واقعہ سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مقدس بدن وفات کے بعد سڑتے گلے نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ نے ابھی ابھی پڑھ لیا کہ ایک سال تک حضرت سلیمان علیہ السلام وفات کے بعد عصا کے سہارے کھڑے رہے۔ اور ان کے جسم مبارک میں کسی قسم کا کوئی تغیر رونما نہیں ہوا۔ یہی حال تمام انبیاء علیہم السلام کا ان کی قبروں میں ہے کہ ان کے بدن کو مٹی کھا نہیں سکتی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَحْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَتَّى يُرْزَقَ

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته..... الخ، ج ۳، ص ۲۹۱، رقم ۱۶۳۷)